IB DIPLOMA PROGRAMME
PROGRAMME DU DIPLÔME DU BI
PROGRAMA DEL DIPLOMA DEL BI

URDU A1 – HIGHER LEVEL – PAPER 1
OURDOU A1 – NIVEAU SUPÉRIEUR – ÉPREUVE 1
URDU A1 – NIVEL SUPERIOR – PRUEBA 1

Monday 10 May 2004 (afternoon)
Lundi 10 mai 2004 (après-midi)
Lunes 10 de mayo de 2004 (tarde)

2 hours / 2 heures / 2 horas

INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this examination paper until instructed to do so.
- Write a commentary on one passage only.

INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- N'ouvrez pas cette épreuve avant d'y être autorisé(e).
- Rédigez un commentaire sur un seul des passages.

INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra esta prueba hasta que se lo autoricen.
- Escriba un comentario sobre un solo fragmento.

۱۔(ا) مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک پر تبصرہ کیجیے۔

ایسے لوگ کم دیکھے گئے ہیں جو اپنے آپ کو دنیا کے راستوں پر نہیں بلکہ دنیا کو اپنے راستے پر چلنے کے لیے تیار کر لیتے ہوں، مولانا ابوالکلام ایسے ہی تھے۔ دنیا کے راستے پر چلنے والے دنیا کے اشارے کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایسے مردانِ کار کے بنائے ہوئے راستے پر چلنے کے لیے خود دنیا ان کے اشارے کی محتاج و منتظر ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ مولانا تمام عمر خود کسی کے مشورے یا مدد کے طلب گار نہیں ہوئے، ان کی مدد اور مشورے کے محتاج و منتظر دوسرے رہے۔ وہ صرف اپنے بنائے ہوئے معیار کی پابندی کر سکتے تھے!

مولانا کا اسلوب تحریر ان کی شخصیت تھی اور ان کی شخصیت ان کا اسلوب۔ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ صاحبِ طرز کی ایک نشانی یہ بھی ہے! مولانا نے لکھنے کا انداز، لب و لہجہ اور مواد کلامِ پاک سے لیا جو ان کے مزاج کے مطابق تھا۔ مولانا پہلے اور آخری شخص ہیں، جنھوں نے براہِ راست قرآن کو اپنے اسلوب کا سرچشمہ بنایا۔ وہی اندازِ بیان اور زورِ کلام جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ پہاڑوں پر رعشہ طاری کر دیتا ہے۔

صحفِ سماوی میں جو باتیں بتائی گئی ہیں، انسان نے ہمیشہ ان کو اپنے بہترین احساسات کے مطابق فنونِ لطیفہ میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ مذہبی افکار کو شعر و ادب سے اور شعر و ادب کو مذہبی افکار سے سب سے زیادہ تازگی اور توانائی ملی ہے۔ فارسی اور اردو نظم میں مولانا روم اور علامہ اقبال نے جس جذبۂ دینی، علمی برتری، زمانے کا شعور، شاعرانہ حسن کاری اور فنی قدرت سے کلام پاک کو متعارف کیا، اس کی جھلک اگر کہیں ملتی ہے تو مغربی ادب میں ڈانٹے اور ملٹن کی نظموں میں، جو عیسوی تصوراتِ مذہب کی رہینِ منت ہیں۔ اردو میں یہ کارنامہ مولانا آزاد کا ہے۔

یہ بات صرف عربی فارسی زبانوں تک محدود نہیں ہے، زبان کے معیار کو بلند اور کارآمد رکھنے میں الہامی اور کلاسیکی زبانوں کی اہمیت مسلم ہے، بشرط یہ کہ، اور یہ بہت بڑی شرط ہے کہ ان زبانوں کا اثر اور ان کی افادیت بولنے اور لکھنے والوں کی عملی زندگی میں مسلسل اور مؤثر طریقے پر ملتی ہو۔ زبان نہ اپنے حسب نسب کے اعتبار سے ترقی کرتی ہے نہ زبان کے بے وقوف دوستوں کے حسب نسب سے۔ وہ ترقی کرتی ہے بولنے اور

لکھنے والوں کی ہر طرح کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھنے سے۔

سرسید، شبلی، حالی، نذیر احمد، محمد حسین آزاد سب کے انداز میں لکھنے والے ہمارے یہاں مل جائیں گے۔ لیکن مولانا کا پیرو ایک نہ ملے گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیرو کا نہ ملنا مولانا کی بڑائی میں کوئی اضافہ ہے۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ یہ بے مثل اسلوب جس میں ''عجم کا حسنِ طبیعت'' اور عرب کے ''سوزِ دروں'' کے ساتھ ''شکوہِ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی'' بھی ملتا ہے، مولانا پر ختم ہو گیا ہے۔ ۲۵

ـــــ یہ اقتباس رشید احمد صدیقی کی تصنیف 'ہم نفسانِ رفتہ'' سے لیا گیا ہے۔

۱۔(۲) مجھ سے پہلی سی مُحبّت مرے محبوب نہ مانگ

مُجھ سے پہلی سی محبت مرے محبُوب نہ مانگ
میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تیرا غم ہے تو غمِ دہر کا جھگڑا کیا ہے؟
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے؟
تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے
یوں نہ تھا میں نے فقط چاہا تھا یوں ہو جائے
اور بھی دکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں وصل کی راحت کے سوا
اب بھی دل کش ہے ترا حسن مگر کیا کیجیے
مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ

—— یہ نظم مشہور شاعر فیض احمد فیض کی ہے۔